ڈاکٹر زاہرہ نثار
سینیئر مدیر/اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو
دائرہ معارفِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور

''ترجمۂ میر سوز در 'تذکرۂ شعرائے اردو'، از خیراتی لعل بے جگر''

Mir Soz was a very renowned poet of his era. He was not only a good poet but a prose writer also. Through the memorandum of Khairati Lal Be Jigar we find his reliable and interesting poetry. Matter and stylistic techniques of his poetry are thought provoking. In this article, poetic differences of Soz's poetry highlighted also with the help of published "Kuliyaat-e- Mir Soz" 2 vols by Prof. Dr. zahid Munir Aami. With published material, one can easily find poetic differences of unpublished poetry. Here in this article, we have found Soz`s rare poetry also which is not published right now or known behalf of Mir Soz.

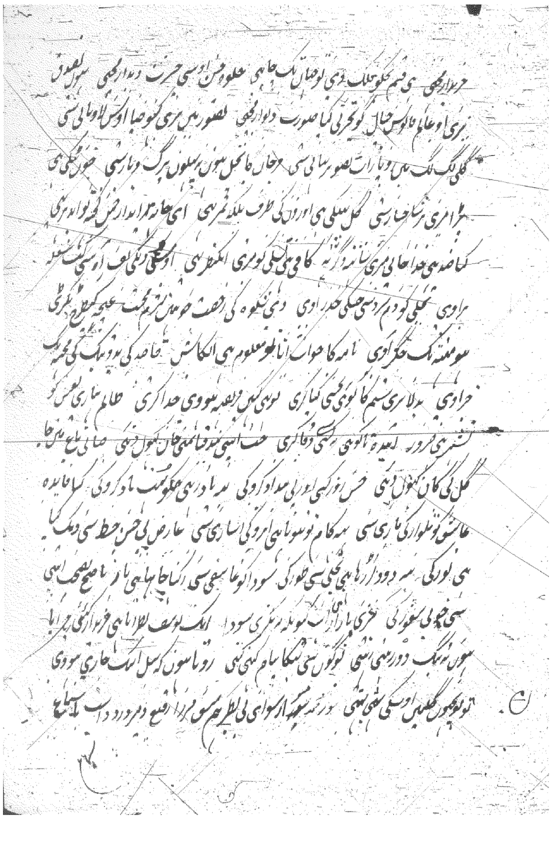

با [illegible] اشعار بنویسد و در برابر [illegible] افکار شعله [illegible] با [illegible]

انتساب ایهامی خیالش بافت زبانه او و [illegible] زبان خوانندگان و [illegible] تا [illegible] سوختگی جان

عاشقان [illegible] در نوشت کلام [illegible] از آنکه راه آتش می‌نوشت چون شعله حواله در جحیم [illegible]

نمود از انگشت [illegible] و خط شکسته و نستعلیق و [illegible] بسیار پسندیده می‌نوشت

در سخن طرازی و شعر [illegible] آتش [illegible] شده در هر دو حال [illegible] چون معارضه [illegible] افتاد

آخر با [illegible] در [illegible] حسب [illegible] مرتب [illegible] از [illegible] خلا کردن

از وطن [illegible] دهلی [illegible] در [illegible] چند [illegible] در لکهنو [illegible] نواب وزیر

[illegible] میان حال [illegible] مصحفی که با وی ملاقات [illegible]

[illegible] او را [illegible] شنوده که [illegible] و [illegible]

[illegible] شعر و ادب صحبت ملوک و ظرافت الطبع [illegible]

و [illegible] این همه اشعار را [illegible]

مشغول است که [illegible] اگر [illegible]

خورده بود [illegible] که [illegible]

[illegible] چون [illegible]

کامیاب شد [illegible] دیوان [illegible]

[illegible]

سید محمد میر سوؔز (۱۲۱۳ھ/ ۹۹۔۱۷۹۸ء) اٹھارویں صدی عیسوی میں اردو شاعری کے عہدِ زریں، میر و سودا کے زمانے میں اپنی مناسب جگہ بنانے میں کامیاب ہوئے۔ اردو شاعری کے اس تشکیلی مرحلے میں ایہام اور اصلاحِ زبان کی تحریکوں کی اثر پذیری کے بعد معرّب و مفرّس زبان کے برعکس سادہ گوئی کا چلن ہوا۔ محمد حسین آزاد بھی میر سوؔز کی خوش نمائی کے معترف ہیں۔ مصحفی کے بقول

''گویند اوّل میر تخلص می کرد چوں در آن ایام میر محمد تقی ہم شہرت بہ میر داشت لہٰذا از آن در گذشتہ بجائے میر سوز قرار دادہ۔''(۱)

دیوانِ میر سوؔز اُن کی زندگی میں مرتب ہو چکا تھا اور اس کی متعدد نقول بھی تیار ہوئیں۔ فارسی اور اردو زبان کے تذکروں نیز تواریخِ ادبِ اردو میں سوؔز کا احوال مع کلام ملتا ہے۔ ابتدائی زمانے میں تخلص کی مطابقت کے سبب کہیں کہیں میر تقی میؔر اور سوؔز کے اشعار کا ادغام ملتا ہے۔ مثال کے طور پر خیراتی لعل بے جگر کے ''تذکرۂ شعرائے اردو'' میں ترجمۂ میر میں نقل درجِ ذیل تین اشعار میر سوؔز کے ہیں مزید برآں اشعارِ مذکور اختلافِ نسخ کے حامل بھی ہیں:

میرا قتل اُس بے وفا نے نہ چاہا وہ کب چوکتا تھا، خدا نے نہ چاہا (۲)

بداو اُٹھا آج بوسے کا لہنا بُرا ہو حیا کا حیا نے نہ چاہا

شہرۂ حسن سے ازبسکہ وہ محجوب ہوا اپنے چہرے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا (۳)

میر سوؔز کی شاعری اور دیگر فنی کمالات کے حوالے سے گارساں دتاسی نے ''تاریخ ادبیاتِ اردو'' میں گراں قدر معلومات فراہم کی ہیں تاہم اس ضمن میں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ انھوں نے سوؔز کی نثر نویسی کی جانب بھی اشارہ کیا ہے(۴)۔ گویا میر سوؔز شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ نثّار بھی تھے۔ خیراتی لعل بے جگر نے اپنے تذکرے میں سوؔز کی مشقِ سخن کا ذکر تو خوب کیا ہے البتہ اُن کے نثّار ہونے کی کوئی خبر نہیں دی۔ بہر کیف تذکرۂ بے جگر کی اہمیت اپنی جگہ مسلّمہ ہے۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری اس ضمن میں لکھتے ہیں:

''اس تذکرے کی تنقیدی حیثیت کچھ ہو یا نہ ہو لیکن اس کی تاریخی وسوانحی اہمیت مسلم ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہی ہے کہ مؤلف نے اکثر جگہ شعراء کے متعلق ان کے اصل نام، ولدیت، سکونت، تلمّذ، عمر، مشغلہ اور سالِ وفات وغیرہ کا سراغ دے دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ مؤلف نے جو کچھ لکھا ہے یا تو ذاتی معلومات کی بنا پر لکھا ہے یا دوسرے تذکرہ نگاروں کے حوالے سے لکھا ہے۔''(۵)

خیراتی لعل بے جگر کے تذکرۂ شعرائے اردو کے شعراء کا فرداً فرداً تجزیہ کیا جائے تو نہ صرف تراجم بلکہ انتخابِ کلام ہر دو اعتبار سے اس تذکرے کی اہمیت سامنے آتی ہے۔ تذکرۂ ہذا کا تفصیلی تعارف'' کلامِ انشاء اللہ خاں انشاء در تذکرۂ شعرائے اردو از خیراتی لعل بے جگر مع تعارف'' مطبوعہ در ''الایّام'' (جلد ۱۰، شمارہ نمبر۱، جنوری۔ جون ۲۰۱۹ء) دیکھیے

۔مضمونِ ہذا میں تکرار سے بچتے ہوئے تذکرے کے تعارف سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ترجمۂ میر سوزؔ کی بحالی پر توجہ مرکوز رکھی گئی ہے۔

مضمونِ مذکور میں ترجمۂ میر سوزؔ کے متن کو نہ صرف مرتب کرنے کی کاوش کی گئی ہے بلکہ جب اس انتخابِ کلام کا موازنہ مطبوعہ ''کلیاتِ میر سوز'' (مرتبہ۔ڈاکٹر زاہد منیر عامر) سے کیا گیا تو اختلافِ نسخ کے حامل لاتعداد اشعار سامنے آئے۔جس سے اہلِ تحقیق کے لیے نئے باب وا ہونے کی گنجائش آشکار ہے۔اس تدوین وتقابل کے ضمن میں راقمہ کے مشاہدے میں ایسے اشعار بھی آئے جو صرف خیراتی لعل بے جگر کے تذکرے میں درج تھے۔تکرار، کثرتِ حواشی اور طول کلام سے گریز کرتے ہوئے سرِ دست ایسے اشعار کے ردیف وقوافی کی نشان دہی کی جا رہی ہے جو ''کلیاتِ میر سوزؔ'' سے ہٹ کر ہیں، اس لیے کہ یہ شعر متن میں بھی درج ہیں:

''سوئیں یہ آنکھیں''، ''گلے کو''، ''مشکل ہوا ہے''، ''بہانہ ہوا ہے''، ''تھرتھراتا ہے''، ''لوٹ گئے''، ''بس مجھے''، ''قفس مجھے''، ''بلا سے چھوٹے''، ''بدزبان پھوٹ''، ''سر آن پھوٹ''، ''بات ہو''، ''صلوات ہو''، ''کامرانی''، ''زبانی''، ''ملانی''، ''ترانی''، ''زندگانی''، ''بے قراری کب تک''، ''شرمساری کب تک''۔

راقمہ نے ترجمۂ میر سوزؔ کی بحالی اور مضمونِ ہذا کی تکمیل کے لیے تذکرۂ بے جگر کی مائیکروفلم مخزونہ مرکزی کتب خانہ جامعہ پنجاب، لاہور سے استفادہ کیا ہے(۶)۔

ترجمۂ میر سوز:

سوزؔ محمد میر از شعرائے بے نظیر ہم مشق مرزا رفیع ومیرؔ و دردؔ است۔ بہ استماع اشعارِ پر سوزش برق بر خرمن صبر دل ہا وشنیدن افکارِ شعلہ افروزش آتش مہ در مسکن شکیب پر ہیز و بر با اجگر التہاب اہمائے خیالش باعث زبانہ افروختگے زبان خوانندگان وشرر بے تاب نمائے منقالش سبب سوختگے جان عاشقان قلمم در نوشت، کلام سوز آن بیانش۔از بسکہ راہ آتشین می نوشت۔ چون شعلہ جوالہ در چشم تماشائیان نمود از می گشت۔ مطلب اولش حضور والا بود و خط شکستہ ونستعلیق وشفیعائے رابسیار پسندیدہ می نوشت۔طرزِ سخن طرازے وشعر خوانے اش ہنوز کسے رامیسر نہ شدہ۔ در بہ دو حال میر تخلص می ساخت چون معارضہ میر تقی افتاد آخر با سوزؔ در ساخت چناں چہ می گوید:

جب جو کہو تھے میر میر تب نہ مُوا ہزار حیف

اب جو کہو ہو سوز سوز یعنی سدا جلا کروں

از وطنِ خود دہلی بہ طریق سیاحت در ضلع بے پور رفتہ۔ سالے چند گذرانید واز ان پس در لکھنؤ بہ نصرت نواب وزیر امتیازے برداشت۔ وہمان جا اش زندگانی اش باب اجل فرونشست۔ مصحفیؔ کہ بہ اوے ملاقاتِ دوستانہ داشت در تذکرۂ خود اورا کمال ستودہ کہ سوائے کمال شاعرے و درویشے در تیر اندازے وسوارے است ونازک بندے وتراکیب فہمے شعر و آدابِ محبت ملوک وظریف الطبع وخندہ روئے وندامت پیشگے وتحصیل وجہ معاش وگفتن کلمۃ الخیر در حق دیگرے با این ہمہ استغنا مزاجے کہ شعارِ شعراست نظیر خود ندارد۔ واز تذکرۂ طبقاتِ سخن منقول است کہ در وقت منصب نواب وزیر بہ کمک

سیٹھن صاحب انگریز کہ از دستِ راجہ بنارس شکست خوردہ بود میر سوزؔ ہم شرف ہم رکابے داشت۔ درآن جا مطلع طرح داد کہ اینست۔

ادھر دیکھو تو کس نازو ادا سے یار آتا ہے

مسیحا کی موئی امت کو ٹھوکر سے جلاتا ہے

چون از بس دل پذیر بود بہ صلہ نمایاں کامیاب شد از سوزِ درونی اوست:

[ترجمہ: محمد میر سوزؔ جیسا بے مثل شاعر مرزا [محمد] رفیع [سوداؔ]، میر [تقی میرؔ] اور [میر] دردؔ کے معاصرین میں سے ہے۔ ان کے سوز سے بھرپور اشعار دلوں کے خرمنِ صبر پر بجلی بن کر گرتے ہیں اور اُن کا شعلہ بیان کلام سن کر آتش ساماں چاندنی کی بے قراری کو قرار آ جاتا ہے۔ مغنیوں کے لیے اُن کے بلند پایہ کلام کا سوز، شعلہ زن اژدھے کی زبان کو مزید روشن کرنے جیسا ہے۔ ان کے قلم کی بے تاب شعلہ مثل زبان عاشقوں کی جان جلانے والے اشعار اگل کر پُرسوز کلام پیش کرتی ہے [گویا] انھوں نے بے حد سوز بھرے انداز سے سخن سرائی کی ہے۔ اُن کا کلام پڑھ کر قاری یہ محسوس کرتا ہے جیسے آگ کا بھرپور شعلہ رقصاں ہو۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ وہ عالی مرتبت تھے اور خطِ شکستہ، نستعلیق اور شفیعا میں عمدہ لکھتے تھے۔ ان کی طرح کا سلیقۂ شعر اور اندازِ شعر گوئی تا حال اور کسی شخص کو حاصل نہیں ہو سکا۔ انھوں نے پہلے پہل میرؔ تخلص اختیار کیا تاہم جب میر تقی [میرؔ] سے اختلاف پیدا ہو گیا تو بالآخر سوزؔ تخلص اختیار کر لیا۔ چناں چہ وہ کہتے ہیں:

جب جو کہو تھے میر میر تب نہ مُوا ہزار حیف

اب جو کہو ہو سوز سوز یعنی سدا جلا کروں

اپنے وطن دہلی سے سفر کرتے ہوئے ضلع جے پور چلے گئے۔ وہاں چند سال گزارنے کے بعد لکھنؤ میں نصرت نواب وزیر کے ہاں ممتاز مقام حاصل کیا اور اسی جگہ اپنی زندگی کے آخری پل گزارے۔ مصحفی جو اُن سے دوستانہ مراسم رکھتے تھے، انھوں نے اپنے تذکرے میں ان کی خوبیاں گنواتے ہوئے لکھا ہے کہ شعری اوصاف اور فقر کے علاوہ [سوزؔ] تیر اندازی، گھڑ سواری کے ساتھ نزاکتِ شعری، آدابِ شاہی و گفتگو، بذلہ سنجی، خوش مزاجی، فوری پشیمانی، حصولِ سرمایۂ معاش اور جذبات حسنہ برائے دیگراں کے ساتھ ساتھ ''بے نیازیِ مزاج جو اُن کا طریقِ شعری تھا'' میں بے مثل تھے۔ تذکرۂ ''طبقاتِ سخن'' میں لکھا ہے کہ نواب وزیر کو اُس وقت اپنے عہدے سے ہاتھ دھونے پڑے جب سیٹھن صاحب انگریز کی مدد سے راجہ بنارس کے ہاتھوں انھیں شکست ہوئی۔ میر سوزؔ اس وقت اُن کے ساتھ تھے۔ انھوں نے اُسی جگہ درج ذیل مطلعِ طرحی کہا:

ادھر دیکھو تو کس ناز و ادا سے یار آتا ہے

مسیحا کی موئی امت کو ٹھوکر سے جگاتا ہے

یہ مطلع بے حد مقبول ہوا اور اسے بے حد سراہا گیا۔ اُن کا داخلی سوز بہ صورتِ کلام درج ذیل ہے:]

مطلع

سرِ دیوان پر اپنے جو بسم اللہ میں لکھتا　　بجائے مدِّ بسم اللہ مدِّ آہ میں لکھتا

ولہ

بغیر از عاشقی کچھ کام مجھ سے ہو نہیں سکتا　　تڑپنے کے **سوا** آرام مجھ سے ہو نہیں سکتا(۷)

کہاں میں اور کہاں **سررشتۂ** بوس و کنار اُس کا　　نہ صاحب یہ خیالِ خام مجھ سے ہو نہیں سکتا(۸)

بغیر از کیف وہ لاکھوں کلیجے بھون کھاتا ہے　　پھر ایسے کو پلاؤں جام؟ مجھ سے ہو نہیں سکتا(۹)

وہ دن جاتے رہے جو گالیاں **اُس کی سُہانی تھیں**　　سنوں **میں** سوز اب دشنام؟ مجھ سے ہو نہیں سکتا(۱۰)

ولہ

مجھے گر حق تعالیٰ عشق میں کچھ **دسترس دیتا**　　تو دل ان بے وفاؤں کو، کوئی میں اپنے بس دیتا(۱۱)

قسم ہے سوزؔ گر وہ **قتل کرتا اپنی آنکھوں سے**　　تو جی دیتے ہوئے بھی اُس کی **صورت دیکھ** ہنس دیتا(۱۲)

ولہ

تو جو پوچھے ہے کہ تیرا دل بتا کس نے لیا　　بس حیا آتی ہے مجھ کو مت بکا کس نے لیا

ولہ

میں تو غبار دل کا **ایک** بار دھو کے آیا　　کوچے میں خوب رُو کے **کل** خوب رو کے آیا(۱۳)

اے طفلِ اشک **میں** نے آنکھوں میں **تجھ** کو پالا　　**جس** پر بھی میرے منہ پے **تو** گرم ہو کے آیا(۱۴)

ولہ

مروت دشمنا، غفلت پناہا　　ادھر ٹک دیکھ لیجو مڑ کے آہا(۱۵)

ولہ

رات آنکھیں **تھی مندیں** پر بخت ٹک بیدار تھا　　تا سحر دل محوِ دیدارِ **خیالِ** یار تھا(۱۶)

ولہ

جس کا تو آشنا ہوا ہوگا　　اُس نے کیا کیا ستم سہا ہوگا

تھرتھراتا ہے اب تلک خورشید　　**روبرو** تیرے آ گیا ہوگا(۱۷)

ولہ

کس طرح ترے دل سے حجاب نکلے گا		مرے سوال کا منہ سے جواب نکلے گا

ولہ

آج سینے کا داغ پھر چمکا		بجھ گیا تھا چراغ پھر چمکا

ولہ

یہ چال یا قیامت یہ حسن یا شرارا		چلتا ہے کس **جھمک** سے ٹک دیکھیو خدارا(۱۸)

ولہ

غرفے کو جھانکیو ٹک کیسی **جھمک** ہے **اللہ**		یہ نور یا تجلّی خورشید یا ستارا(۱۹)
کس کا یہ نرگستاں تیرے شہید پیارے		زیرِ زمیں سے اُٹھ اُٹھ کرتے ہیں **پھر** نظارا(۲۰)
پوچھے ہے مجھ سے سینو عاشق کا باب کیا ہے		کچھ جانتا نہیں ہے بھولا بہت بیچارا(۲۱)
اتنی جراحتوں پر جیتا ہے سوؔز اب تک		سینہ ہے یا کہ ترکش دل ہے کہ سنگِ خارا(۲۲)

ولہ

ہے روزِ وصل تو اے سوؔز اپنے آنسو پونچھ		ابھی بہت ہے تجھے ہجرِ یار میں رونا(۲۳)

ولہ

ہم اس سے شب جو بگڑ گئے تو خفا ہو مجھ کو رُلا دیا		ولے میں بھی کیا کہوں رونے میں یہ بنایا منہ کہ ہنسا دیا(۲۴)

ولہ

نہیں رکھتی ہے رسمِ عاشقی میں تو خبر بلبل		وگرنہ گل کے دل میں کچھ نہ کچھ ہوتا اثر بلبل

ولہ

اے سوؔز وہ دیکھ آتا ہے قاتل		ٹک چونک ظالم اتنا بھی غافل(۲۵)
اُس کی گلی میں لاکھوں پڑے ہیں		مقتول، مجروح، مجبور، بسمل(۲۶)
کچھ میں ہی تنہا عاشق نہیں ہوں		میرے ستانے سے کیا اُس کو حاصل(۲۷)

ولہ

کھب گیا حسنِ یار آنکھوں میں　　کیا ہے پھولی بہار آنکھوں میں
تو نہ جا ورنہ یار آوے گا　　گریہ بے اختیار آنکھوں میں(۲۸)

ولہ

ترے ہجر میں بسکہ روئیں یہ آنکھیں　　کبھو عمر بھر کے نہ سوئیں یہ آنکھیں

ولہ

بل بے او عشق تیری شوکت و شان　　بھائی میرے تو اڑُ گئے اوسان(۲۹)

ولہ

ایسے جفا شعار سے کہیے تو کیا وفا کروں　　ڈوب مروں کہ زہر کھاؤں مار مروں کہ کیا کروں(۳۰)
مرنے پہ میں تو راضی تھا موت کو موت آ گئی　　زندگی اب گلے پڑی اس کی میں کیا دوا کروں

ولہ

مری جان جاتی ہے یارو سنبھالو　　کلیجے میں کانٹا ہی چبھا ہے نکالو(۳۱)
نہ بھائی مجھے زندگی نبھائی　　مجھے مار ڈالو، مجھے مار ڈالو
خدا کے لیے اے مرے ہم نشینو　　یہ بانکا جو جاتا ہے اس کو بلا لو(۳۲)

ولہ

اگر وہ خفا ہو کے کچھ گالیاں دے　　تو منت کرو گھیرے گھیرے بلا لو(۳۳)

ولہ

کہو ایک بندہ تمھارا مرے ہے　　اُسے جا کے جلدی سے اب تم جلا لو(۳۴)
جلوں کی بری آہ ہوتی ہے پیارے　　تم اس سوز کی اپنے حق میں دعا لو

ولہ

گالیاں تو بہت سنیں **لیکن** ایک بوسے کی بھی رعایت ہو(۳۵)
کچھ بڑی بات تو نہیں پیارے چوم کر لیں اگر عنایت ہو(۳۶)
اشک **اپنے میں** سوزؔ ڈوب گیا یا الٰہی غریق رحمت ہو(۳۷)

ولہ

بے جرم تہہِ تیغ رکھا اس نے گلے کو کچھ بات بُری مُنہ سے نہ نکلی تھی بھلے کو

ولہ

کیا خفا کر دیا جوانی کو کوسوں کس منہ سے **ناتوانی** کو(۳۸)
کیوں جی ہم بدنظر بھلا صاحب آفریں تیری بدگمانی کو(۳۹)

ولہ

آتا ہے وہ جفا جُو، تیغِ ستم کشیدہ دامن بدست چیدہ، ابرو بہم کشیدہ

ولہ

او **میاں** جانے والے بے پرواہ **کچھ ہمارے بھی** حال پر ہے نگاہ(۴۰)
پیٹھ پھیرے چلے ہی جاؤ گے بل بے مغرور بل بے عالی جاہ
سوزؔ کچھ مانگتا نہیں **تم** سے ایک بوسہ سو فی سبیل اللہ(۴۱)

ولہ

سچ کہیو قاصد آتا ہے وہ ماہ الحمد للہ، الحمد للہ
بعضوں کا مجھ پر **اب یہ** گماں ہے **یعنی بتوں کو کرتا ہے گمراہ** (۴۲)
جھوٹے کے منہ **میں** آگے کہوں کیا استغفر اللہ، استغفر اللہ(۴۳)

ولہ

مثلِ نَے ہر استخواں سے درد کی آواز ہے کچھ نہیں معلوم یا رب سوز ہے یا ساز ہے(۴۴)

ولہ

اب ایسا ناتواں یہ دل ہوا ہے　　کہ اُٹھنا بیٹھنا مشکل ہوا ہے

ولہ

جو منظور ہم کو ستانا ہوا ہے　　تو اچھا ہمیں بھی بہانہ ہوا ہے

ولہ

غم ہے یا انتظار ہے کیا ہے　　دل جو اب بے قرار ہے کیا ہے
قفسِ تن تو جل کے راکھ ہوا　　آہ ہے یا شرار ہے کیا ہے
کچھ تو پہلو میں ہے خلش دیکھو　　دل ہے یا نوکِ خار ہے کیا ہے
کھینچ کر تیر مار بیٹھے بس　　سوؔز ہے یا شکار ہے کیا ہے

ولہ

لوگ کہتے ہیں مجھے یہ شخص عاشق ہے کہیں　　عاشقی معلوم لیکن دل تو بے آرام ہے

ولہ

اسی کو عشق کہتے ہیں کہ ہر دم یوں ستاتا ہے　　تصدق عشق کے کس کس طرح سے جان کھاتا ہے(۴۵)
الٰہی خیر کیجو آج کس پر تیغ لے نکلا　　کہ جس کے خوف سے خورشید دیکھو تھرتھراتا ہے
کوئی دیکھو تو ناصح پیٹ پکڑوں اپنے ہی ڈورا　　کوئی دل دے نہ دے اس کا کلیجہ منہ کو آتا ہے(۴۶)

ولہ

مجھ کو کیا کام کہ آتش سے نگر جلتا ہے　　آتشِ عشق سے میرا ہی جگر جلتا ہے(۴۷)
دلِ غم دیدہ کو مت دیجیو نسبت بہ کباب　　یہ جگر سوختہ ہر شام و سحر جلتا ہے(۴۸)
میرے خورشید کے خورشید مقابل کیا ہو　　اُس کے آگے تو میاں نورِ نظر جلتا ہے(۴۹)
یوں کہا بادِ صبا سے کہ تو اتنا کہیو　　سوؔز ہر روز باندازِ دگر جلتا ہے(۵۰)
وہیں کم بخت نے جو جا کے کہا بول اُٹھا　　میری پاپوش سے جلنے دے اگر جلتا ہے(۵۱)

ولہ

اشک خوں آنکھوں میں آ کر جم گئے　　دور کے بھی دیکھنے سے ہم گئے
شبنم آسا گلشنِ دنیا میں آہ　　سوز ہم بادیدۂ پُرنم گئے(۵۲)

ولہ

سنو صاحب! یہ باتیں ہیں خدا کی　　کہوں کسے شکایت آشنا کی(۵۳)
دعا دیتا ہوں تو کہتا ہے دُر ہو　　سنی میں نے دعا تیری دعا کی(۵۴)
گریباں میں ذرا منہ ڈال کر دیکھ　　کہ تو نے اس وفا پر مجھ سے کیا کی
لگا کہنے کہ بس بس چونچ کر بند　　دعا لایا ہے، دُت تیری دعا کی(۵۵)

ولہ

شکر حق چھپ چھپ کے تم بھی اب کہیں جانے لگے　　گالیاں دیتے تھے ہم کو آپ بھی کھانے لگے
جس طرح دیوار و در سے ہم نے ٹکرایا تھا سر　　اُسی طرح در پر کسی کے تم بھی ٹکرانے لگے(۵۶)
یا ہمارے عرض کرنے پر اٹھاتے تھے جریب　　یا تو اپنی غرض پر اب ٹھوکریں کھانے لگے(۵۷)
یا کسی کے دل کا ہدیہ تم نہ لیتے ناز سے　　یا تو دل اب ہاتھ پر رکھ رکھ کے لے جانے لگے(۵۸)
یا ہمارے غش پے ہنستے ہیں کہ سارے مکر ہیں　　یا کسی کے روبرو تم غش پے غش کھانے لگے(۵۹)

ولہ

ہم اس روش اُسے لے کے گئے کے اوٹ گئے　　چمن کے جتنے تھے گل ہنستے ہنستے لوٹ گئے

ولہ

رونا بھی تھم گیا ترے غصے کے خوف سے　　تھی چشم ڈبڈبائی پے آنسو نہ ڈھل سکے(۶۰)

ولہ

منہ دیکھو آئنے کا تری تاب لا سکے　　خورشید پہلے آنکھ تو تجھ سے ملا سکے(۶۱)

ولہ

دامن تلک تو تیرے کہاں دسترس مجھے	تیری گلی کی خاک بھی ہوں تو ہے بس مجھے
کیا آمدِ بہار ہے جس گل کو پوچھیو	اے وائے سوچتا نہیں چاکِ قفس مجھے

ولہ

دل اگر قیدِ جہان سے چھوٹے	ناصحا تیری بلا سے چھوٹے

قطعہ

مجھے قتل کر کے بھولے سے ظالم	قضا را مری نعش پر آن نکلا
سرہانے کھڑا ہو کے پیٹا کہ ہے ہے	یہ کشتہ تو کچھ جان پہچان نکلا(۶۲)

ولہ

ارے او سوزؔ یہ تیری بری خو	لگا تا کیوں پھرے ہے جا بجا دل(۶۳)
جہاں دیکھا وہیں **تم پے ہوا** بس	**نہ ہو ایسا کسی کا** بھُر بھُرا دل(۶۴)

ولہ

میں تم سے پوچھتا ہوں میاں اس کا دو جواب	یہ بھی کوئی زباں ہے میاں بدزبان پھوٹ
میں تو کہوں کہ آغا ادھر آؤ مرزا آؤ	تو گر کبھی پکارو تو کہہ کر سر آن پھوٹ

ولہ

شوخ نے چاہا مجھے چھیڑے پے میں	تم تو جانو کب کیوں کچھ بات ہو
جب وہ گالی دے ہے میں پڑھ کر درود	ہنس کے بولوں پھر وہی صلوات ہو

ولہ

اے **زلف سیاہ بار** سچ کہہ	بتلا دے یہ دل جہاں چھپا ہو(۶۵)
دیکھوں کنڈلی تلے نہ ہووے	کاٹا ہی **تھا** اُف ترا بُرا ہو(۶۶)

ولہ

دیا تھا میں نے دل اُس بے وفا کو ایک بوسہ پر — کئی دن تک تو مانگا پر جو دیکھا روز ٹالا ہے
کہا اوکتا کے دل ہی پھیر دیجیے تو لگا کہنے — تقاضے نے ترے ہر دم کے مجھ کو مار ڈالا ہے
پڑا ہوگا کہیں کونے **میں** جا پہچان کر لے جا — میرا دل دے مرا دل دے نیا نخرا نکالا ہے(۷۰)

ولہ

ایک روز کہا یہ میں نے اُسے — کامی مایہ عیش و کامرانی
ناگاہ نگاہ مشفقانہ — یا پرسش حالت زبانی
سن سن کے بہ صد ہزار بہ خوب — کہنے لگا سن تو اے ملانی
تو دیکھ سکے گا مری صورت — اللہ رے تیری لن ترانی
جیتا ہی رہا تو سوؔز مجھ بن — صد حیف یہ تیری **زندگانی**(۷۱)

ولہ

ایک نے سوؔز سے پوچھا کہ صنم سے اپنے — **ملتے ہو اب بھی** بدستور کہ گاہے گاہے(۷۲)
دیکھ کر منہ کو، گھڑی ایک میں، بھر کر دمِ سرد — یوں **اشارت** سے **بتایا** سرِ راہے گاہے(۷۳)

مستزاد

سن سوؔز **عبث** دیکھ کے حیران ہوگا — خوبوں کا جمال(۷۴)
دل زلف میں **اُلجھا** کے پریشان ہوگا — مت لے یہ وبال(۷۵)

ولہ

یہ چال بری ہے تجھ سے **ہم** نے ہی — **تمھیں** **امان** کہا(۷۶)
ہنستا **کیا** ہے بہت پشیمان ہوگا — مت دانت نکال(۷۷)

۵۱

ولہ

بس سوزؔ سنبھل یہ آہ و زاری کب تک ‏ ‏ بس ہاتھ نہ مل یہ بے قراری کب تک
آپ ہے عاشق بھی اور آپ ہی معشوق ‏ ‏ پردہ سے نکل یہ شرمساری کب تک

ولہ

جب حضرت عشق نے اُٹھائے حیلے ‏ ‏ ساتھی بھاگے سب اپنا اپنا جی لے
کہتے تھے یہ کفش میں نہ چھوڑوں گی قدم ‏ ‏ اب اس کے بھی ہوگئے کتے ڈھیلے

حوالہ جات

۱۔ مصحفی، غلام ہمدانی، ’’تذکرۂ ہندی‘‘، مرتبہ۔مولوی عبدالحق، اورنگ آباد (دکن): انجمنِ ترقی اردو، طبع اوّل ۱۹۳۳ء، ص۱۱۱۔

۲۔ ’’کلیاتِ میر سوز‘‘ (جلد اوّل) مرتبہ۔زاہد منیر عامر، ڈاکٹر، لاہور: مجلسِ ترقی ادب، ۲۰۰۷ء

ا:۔۔۔کیا۔۔۔

۳۔ ایضاً، ا:شہرت۔۔۔

۴۔ گارسیں دتاسی، ’’تاریخ ادبیاتِ اردو‘‘ ترجمہ۔لیلیان سیکستن نازرو، ترتیب وتدوین اور تقدیم معین الدین عقیل، ڈاکٹر، کراچی: جامعہ کراچی، پاکستان اسٹڈی سینٹر، ۲۰۱۵ء ص۴۲۶۔۴۲۷۔

۵۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر ’’اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری‘‘، لاہور: مجلسِ ترقی ادب، ۱۹۷۲ء، ص۲۷۰۔

۶۔ بے جگر، خیراتی لعل، ’’تذکرہ شعرائے اردو‘‘، مائیکروفلم مخزونہ لاہور: مرکزی کتب خانہ جامعہ پنجاب (ایکسیشن نمبر۹۴۱۴، سیریل نمبر ۴۶۴) ردیف س۔

۷۔ زاہد منیر عامر، ڈاکٹر (مرتب) ’’کلیاتِ میر سوز‘‘ (جلد اوّل)

ب:۔۔۔بن کروں۔۔۔

۸ ایضاً، ا:۔۔۔اندیشۂ۔۔۔

۹۔ ایضاً، ا:۔۔۔کیفیت۔۔۔

۱۰۔ ایضاً، ا:۔۔۔میں اس کی کھاتا تھا

۱۱۔ حوض میں ’’بھی در‘‘ قلم زد کر کے اُسی کے اوپر ’’دستر‘‘ لکھ کر لفظ ’’دسترس‘‘ بنایا ہے۔

۱۲۔ کلیاتِ میر سوز (جلد اوّل) ا:۔۔۔کو گر قتل اپنے ہاتھ سے کرتا

ب:۔۔۔دیکھ صورت اُس کی۔۔۔

۱۳۔ ایضاً،ا:۔۔۔یک۔۔۔

ب:۔۔۔گل۔۔۔

۱۴۔ ایضاً،ا: کیوں۔۔۔تجھ کو۔۔۔میں نے۔۔۔

ب:اس۔۔۔یوں۔۔۔

شعرِ مذکور کے مصرعِ ثانی کے آخر پر حاشیہ نمبر۹ لگا کر دائیں حاشیہ عمودی میں درجِ ذیل پانچ اشعار شامل کیے ہیں:

الٰہی محبت کو لگ جائے لوکا کہ اُٹھتا ہے ہر دم جگر سے بھبھوکا
فریبِ محبت نے مجھ کو پھنسایا میں بھولا میں بھالا میں چوکا [میں] چوکا [سہوِ کتابت]
جو فرزندِ دل بند ہو تو بھی اس سے الٰہی نہ دل بند ہووے کسو کا
نہیں دل مرے پاس کیا ڈھونڈتا ہے تجھے زور لپکا ہوا جستجو کا
کہاں تک کوئی خونِ دل پیوے یارب دمِ واپسیں سوز نے لوہو تھوکا

۱۵۔ مصرعِ ثانی کا ''بھی''، قلم زد کر کے ''ٹک'' لکھا ہے۔ نیز مصرعِ ثانی کے آخر پر حاشیہ نمبر ۳۱ لکھ کر دائیں حاشیہ عمودی میں درجِ ذیل شعر شامل کیا ہے:

بہت چاہا کہ تو بھی مجھ کو چاہے   ولے تو نے نہ چاہا پر نہ چاہا

۱۶۔ کلیاتِ میر سوز (جلد اوّل) ا:۔۔۔تھیں مندی۔۔۔

ب:۔۔۔جمال۔۔۔

۱۷۔ ب: سامنے۔۔۔

۱۸۔ ب:۔۔۔ٹھسک۔۔۔

۱۹۔ ا:۔۔۔چمک۔۔۔واللہ

ب: ہے۔۔۔۔

۲۰۔ ایضاً، ب:۔۔۔سب۔۔۔

۲۱۔ ب:۔۔۔ہے سچ تو میرا

۲۲۔ ا:۔۔۔صاحب

۲۳۔ ا: تو۔۔۔

۲۴۔ شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل شعر قلم زد کیا ہے:

کب دل ستاں میں تیرے آتا ہوں میں مت کہہ غلط   وا چھڑے جی وا چھڑے پہلی ہی بسم اللہ غلط

''کلیاتِ میر سوز'' میں مذکورہ قلم زد شعر درج ذیل صورت میں نقل ہے:

کب میں آیا تیرے مکتب میں بتا واللہ غلط   واہ وا جی واہ وا پہلی ہی بسم اللہ غلط

۲۵۔ کلیاتِ میر سوز (جلد اوّل) ا: اٹھ۔۔۔

۲۶۔ ا: کوچے میں اس کے۔۔۔

ب: مجروح، مذبوح، مقتول۔۔۔

۲۷۔ ا: دو کھے سے میرے۔۔۔ تجھ۔۔۔

۲۸۔ کلیاتِ میر سوز، (جلد اوّل) ا:۔۔۔ یار ورنہ۔۔۔

۲۹۔ ایضاً، ا: بھلہ رے۔۔۔

۳۰۔ ایضاً، ب: ڈوبوں کہیں۔۔۔ میں۔۔۔

۳۱۔ زاہد منیر عامر، ڈاکٹر (مرتب) کلیاتِ میر سوز (جلد دوم) لاہور: مجلس ترقی ادب، اپریل ۲۰۱۵ء

ا: مرا۔۔۔ جاتا۔۔۔

ب:۔۔۔

۳۲۔ کلیاتِ میر سوز (جلد دوم) ب: وہ۔۔۔

۳۳۔ ایضاً، ب: تو دم کھا رہو کچھ نہ بولو نہ چالو

''کلیاتِ میر سوز'' میں شعرِ مذکور کا مصرعِ اولیٰ کلی مختلف ہے۔ شعر درج ذیل ہے:

نہ آوے اگر وہ تمھارے کہے سے   تو منت کرو، گھیرے گھیرے بلا لو

۳۴۔ کلیاتِ میر سوز (جلد دوم) ب:۔۔۔ جان کندن سے چل کر بچا۔۔۔

۳۵۔ ایضاً، ا:۔۔۔ صاحب

۳۶۔ ایضاً، ا:۔۔۔ بری۔۔۔ واللہ

۳۷۔ ایضاً، ا:۔۔۔ میں اپنے۔۔۔

۳۸۔ ایضاً، ب:۔۔۔ زندگانی۔۔۔

۳۹۔ شعرِ مذکور پر حاشیہ نمبر ۱۲ لگا کر افقی حاشیہ زیریں میں درجِ ذیل شعر درج کیا ہے:

لے گیا ساتھ اپنے پُھسلا کر دلِ شوریدہ کو   پھر نہ کہیو طفل اس اشکِ جہاں دیدہ کو

۴۰۔ کلیاتِ میر سوز (جلد دوم) ا:۔۔۔ میاں۔۔۔

ب: کچھ فقیروں کے۔۔۔بھی۔۔۔

۴۱۔ ایضاً،ا:۔۔۔تجھ۔۔۔

ب:۔۔۔دے۔۔۔

۴۲۔ ایضاً،ا:۔۔۔پر یہ بھی۔۔۔

ب:۔۔۔بتاں سے چلتا ہے بدراہ

۴۳۔ ایضاً،ا:۔۔۔پر۔۔۔

۴۴۔ ایضاً،ا:۔۔۔میں۔۔۔

۴۵۔ ایضاً،ا:۔۔۔جو یوں ہر دم۔۔۔

ب:۔۔۔مزے۔۔۔

۴۶۔ ایضاً،ا:۔۔۔الٰہی خیر ناصح پیٹ پکڑے آگے ہی دوڑا

۴۷۔ ایضاً،ب:۔۔۔ہجر۔۔۔

۴۸۔ ایضاً،ا: میرے دل کو نہ کوئی۔۔۔

۴۹۔ ایضاً،ب:۔۔۔دیکھے سے سنو۔۔۔

۵۰۔ ا: یہ کہا تھا کہ صبا اس سے تو کہیو اتنا۔۔۔

۵۱۔ کلیاتِ میر سوز (جلد دوم)،ا: اس بھی۔۔۔جوں۔۔۔

ب:۔۔۔دو۔۔۔

۵۲۔ ایضاً،ا:۔۔۔سے سوز

ب: کچھ نہ تھا لے کے ترا ہم غم۔۔۔

۵۳۔ ایضاً،ب:۔۔۔کس سے حکایت۔۔۔

شعرِ مذکور کے مصرعِ اوّل و دوم ''کلیاتِ میر سوز'' میں بالترتیب مصرعِ دوم و اوّل ہیں۔

۵۴۔ کلیاتِ میر سوز (جلد دوم)ا:۔۔۔دی تو لگا کہنے کہ دور۔۔۔

۵۵۔ ایضاً،ب: وفا۔۔۔وفا۔۔۔

۵۶۔ ایضاً،ا: آپ بھی دیوار و در سے سر کو۔۔۔

۵۷۔ ایضاً،ا:۔۔۔آہ بھرنے۔۔۔

ب:۔۔۔بات۔۔۔

۵۸۔ ایضاً،ا:۔۔۔نہ لیتے تھے کسی کے دل کا ہدیہ۔۔۔

۵۹۔ ایضاً،ا: میرے غش کو دیکھ کر کہتے تھے۔۔۔

ب: کیوں کسی کے سامنے اب آپ غش۔۔۔

۶۰۔ ب:۔۔۔پر۔۔۔

۶۱۔ ایضاً،ا:۔۔۔دیکھ۔۔۔

شعرِ مذکور کے مصرعِ اولیٰ کے آخر پر حاشیہ نمبر۱۲ لگا کر افقی حاشیہ زیریں میں درجِ ذیل شعر درج کیا ہے:

کہا جو سوز نے بوسہ تو دے جان　　　لگا کہنے کہ پُھسلانے کی خوبی

۶۲۔ قطعۂ مذکور کے پہلے تینوں مصرعے ''کلیاتِ میر سوز'' میں مختلف الترتیب جب کہ چوتھا مصرع بعینہٖ موجود ہے۔ پہلے تینوں مصاریع درجِ ذیل ہیں:

ع......قضارا وہ قاتل ادھر آن نکلا　　　کہ لینے کو اس کے مرا جان نکلا

کھڑا نعش پر ہو کے بولا کے ہے ہے

۶۳۔ کلیاتِ میر سوز (جلد دوم) ا:۔۔۔تجھ میں یہ۔۔۔

ب:۔۔۔تو۔۔۔

۶۴۔ ایضاً،ا: جسے۔۔۔کے ہو رہے۔۔۔۔

ب: کسی کا ہونہ ایسا۔۔۔

۶۵۔ ایضاً،ا: مارِ سیاہِ زلف۔۔۔

ب:۔۔۔یہ حذف۔۔۔

۶۶۔ ایضاً،ب:۔۔۔تھا حذف۔۔۔

مذکورہ دو اشعار کے بعد درجِ ذیل دو شعر قلم زد کیے ہیں۔ یہ شعر ''کلیاتِ میر سوز'' (مرتبہ۔ ڈاکٹر زاہد منیر عامر) میں بھی درج نہیں ہیں:

بس ناصح ہی ناصح ہیں بسے روئے زمین اوپر ہم جا گے بناویں گے مکاں کوہ کے اوپر

اور خوب فراغت سے وہاں روئیں گے دل کھول آوے گی کہاں طعنہ زباں کوہ کے اوپر

مذکورہ اشعار کے مصرعِ اولیٰ پر حاشیہ نمبر۱۲ لگا کر دائیں حاشیہ عمودی میں درجِ ذیل اشعار درج کیے ہیں:

چھپا کونے میں بیٹھا تھا جھجک کر کون ہے بولا کہا میں نے کہ میں ہوں تو کہا: اس وقت یاں اور تو

بُلا دربان کو **پوچھا ارے** سنیو تو اندھا ہے کھلایا ہے **کہیں** کیا تیری جورو نے **تجھے** الّو(۶۷)

اس اپنے باپ کو کیوں **دم بہ دم یہاں آنے دیتا ہے بچا** میں ناک کاٹوں گا جو آنے دے گا اسے اب تُو(۶۸)

نہیں تو جانتا یہ سوز ہے آتش کا پرکالا **کسی خاطر یہ آوے** ہے کہ لگ جاوے کہیں قابو(۶۹)

۶۷۔ کلیاتِ میر سوز (جلد دوم)،ا:۔۔۔بولا۔۔۔تھا۔۔۔

ب:۔۔۔تجھے۔۔۔مگر۔۔۔

۶۸۔ ایضاً،ا:تو۔۔۔آنے دیتا ہے یہاں ہر دم

ب:بچے۔۔۔چھوڑے۔۔۔

۶۹۔ ایضاً،ب:وہ آتا ہے اسی خاطر۔۔۔

۷۰۔ مصرعِ اولیٰ میں ''ہیں'' بجائے ''میں'' (سہوِ کتابت)

۷۱۔ مصرعِ ثانی ''زگانی'' بجائے ''زندگانی'' (سہوِ کتابت)

۷۲۔ ''کلیاتِ میر سوز'' (جلد دوم) ب:اب بھی ملتے ہو۔۔۔

۷۳۔ ایضاً،ب:۔۔۔اشارے۔۔۔جتایا۔۔۔

۷۴۔ ایضاً،ا:۔۔۔بہت۔۔۔

۷۵۔ ایضاً،ب:۔۔۔الجھے گا۔۔۔

۷۶۔ ایضاً،ا:۔۔۔نبھنے کی نہیں

ب:۔۔۔اوخام خیال

۷۷۔ ا:کیا ہنستا۔۔۔